## سوال

(87) بدعت کی وضاحت اور عید میلاد کا حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم ان اہل بدعت کی کس طرح تردید کریں جو اپنی بدعات کے سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ

«مَن سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً» (صحيح مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، ح: ١٠١٧)

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا'' ؟

---

# الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ جس نے یہ فرمایا ہے :

«مَن سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَن عَمِلَ بِهَا» (صحيح مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، ح: ١٠١٧)

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا، اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب ملے گا۔''

اسی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے :

«عَلَيْكُم بِسُنَّتِی، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهدِيِّينَ من بعدی، وَاِيَّاكُم وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُورِ، فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» (سنن ابي داود، السنة، باب في لزوم السنة، ح: ٤٦٠٧ وسنن ابن ماجه، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، ح: ٤٣)

''تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو... اور نئے نئے امور سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

لہذا آپ کے فرمان :

«مَن سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً» (صحيح مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، ح: ١٠١٧)

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا۔''

کو اس حدیث کے سبب کے تناظر میں لیا جائے گا اور وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان مضر کے ان لوگوں پر صدقہ کی ترغیب دی تھی جو انتہائی شدید ضرورت اور فاقے کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس موقعہ سے ایک شخص چاندی کی ایک تھیلی لے کر آیا اور اس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا، تو آپ نے فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُہَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا الى يوم القيامةُ» (صحیح مسلم، الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة، ح:١٠١٧)

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا، اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا قیامت تک اجر و ثواب ملتا رہے گا۔''

جب ہم نے اس حدیث کا سبب اور اس کا مفہوم سمجھ لیا تو معلوم ہوا کہ نیا طریقہ شروع کرنے سے مراد اس کے مطابق عمل شروع کرنا ہے، اسے ایجاد کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ کسی عمل کا حکم تو اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے، لہٰذا اس حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ جو شخص کسی سنت کے مطابق عمل کا آغاز کرے اور لوگ اس میں اس کی اقتدا کریں تو اسے اس سنت کے مطابق عمل کرنے کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے اجر ثواب کے برابر بھی اجر و ثواب ملے گا جو اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس حدیث کے متعین معنی یہی ہیں یا اس حدیث سے مراد اس فعل یا وسیلے کو اختیار کرنا ہے جس کے ساتھ عبادت ادا کی جاسکے اور پھر لوگ بھی اس فعل یا وسیلے کے اختیار کرنے میں اس کی اقتدا کریں، مثلاً: دینی کتب تصنیف کرنا، علم کے ابواب قائم کرنا، دینی مدارس بنانا یا اور اس طرح کے دیگر کام کرنا جو کسی ایسے کام کے لیے وسیلہ بنیں جو شرعاً مطلوب ہو۔ جب انسان مطلوب شرعی تک پہنچانے والے کسی ایسے وسیلے کو اختیار کرے جس سے شریعت میں منع نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی اس حدیث میں داخل شمار ہوگا۔

اگر اس حدیث کے یہ معنی مراد لیے جائیں کہ انسان جو چاہے شریعت میں ایجاد کر سکتا ہے، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں گویا دین اسلام مکمل نہیں ہوا تھا، لہٰذا ہر جماعت کو اپنا اپنا الگ طریقہ اور راستہ اختیار کرنے کی اجازت ہے، اس طرح کا گمان کر کے اگر کوئی شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا اور اسے سنت حسنہ قرار دیتا ہے تو اس کا یہ گمان بے حد غلط ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس کی تکذیب کرتا ہے:

«كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» (صحیح مسلم، الجمعة باب تخفیف الصلاة والخطبة، ح:٨٦٧)

''ہر بدعت گمراہی ہے۔''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ارکان اسلام]

**عقائد کے مسائل: صفحہ161**

[محدث فتویٰ]